نماز میں سورہ فاتحہ کے بجائے دوسری سورت شروع کردی، تو کیا حکم ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Mul-747 تاریخ:25-07-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بجائے بھولے سے کوئی اور سورت شروع کر دی، پھر یاد آیا، تو اب کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

فرض کی پہلی، دوسری رکعت اور باقی تمام نمازوں کی کسی بھی رکعت میں فاتحہ کے بجائے بھولے سے سورت شروع کر دی، تو اس حوالے سے حکم کی تفصیل یہ ہے کہ:

(1)اگر رکن کی ادائیگی کی مقدار (یعنی محتاط قول کے مطابق ایک ایسی آیت جو کم از کم چھ حروف پر مشتمل ہو اور صرف ایک کلمہ کی نہ ہو،) پڑھنے سے پہلے ہی یاد آ جائے کہ سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، تو فوراً سورہ فاتحہ شروع کر دیں، پھر سورت ملائیں اور اس صورت میں سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہو گا۔

(2) اگر رکن کی ادائیگی کی مقدار یا اس سے زیادہ پڑھ لینے کے بعد اور رکوع سے پہلے یاد آ جائے، تو حکم یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھیں، پھر دوبارہ سورت ملائیں اور آخر میں سجدہ سہو کریں۔

(3)اگر رکوع میں یا رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد اور سجدے سے پہلے یاد آیا، تو واپس آکر سورہ فاتحہ پڑھیں، پھر سورت ملائیں، دوبارہ رکوع کریں اور آخر میں سجدہ سہو کریں۔

(4)اور اگر سجدے میں جانے تک یاد نہ آئے، تو آخر میں سجدہ سہو کر لینا کافی ہے۔

خیال رہے سجدے سے پہلے یاد آنے کی صورت میں اگر قراءت مکمل نہ کی یعنی سورہ فاتحہ اور

اس کے بعد سورت نہ پڑھی، تو یہ قصداً ترکِ واجب ہو گا، لہذا نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہو گا اور اگر رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آیا اور کھڑے ہو کر قراءت مکمل کرلی، تو رکوع سے بعد والی قراءت، پہلی سے لاحق ہو کر یہ ساری قراءت فرض واقع ہو گی اور پہلے والا رکوع معتبر نہیں رہے گا، اس لیے اب رکوع دوبارہ نہ کیا، تو فرض ترک ہونے کی وجہ سے نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔ نیز جہاں سجدہ سہو کا حکم ہے، وہاں اگر سجدہ سہو نہ کیا، تو نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

فرض کی پہلی، دوسری رکعت اور باقی نمازوں کی تمام رکعتوں میں فاتحہ وسورت کا حکم بیان کرتے ہوئے تنویر الابصار و در مختار میں واجباتِ نماز کے بیان میں فرمایا:”(قراءة فاتحة الكتاب فی الاولیین من الفرض و) فی جمیع رکعات (النفل و) کل (الوتر و تقدیم الفاتحة علی) کل (السورة) ملخصا“ فرض کی پہلی دو رکعتوں، نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا اور سورہ فاتحہ کا پوری سورت پر مقدم ہونا واجب ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص184۔۔188، مطبوعہ کوئٹہ)

رد المحتار میں ہے:”قوله: (علی کل السورة) حتی قالوا لو قرء حرفاً من السورة ساهیاً ثم تذکّر یقرا الفاتحة ثم السورة ویلزمه سجود السهو بحر وهل المراد بالحرف حقیقته او الکلمة یراجع ثم رایت فی سهو البحر قال بعد ما مر: **وقیده فی فتح القدیر بان یکون مقدار ما یتأدی به رکن**“ شارح علیہ الرحمۃ کا قول: (پوری سورت پر) یہاں تک کہ فقہائے کرام نے فرمایا: بھولے سے اگر کسی سورت کا ایک حرف بھی پڑھ لیا، پھر یاد آیا، تو سورہ فاتحہ پڑھے، پھر سورت ملائے اور اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔ بحر۔ یہاں حرف سے حقیقتاً حرف ہی مراد ہے یا کلمہ مراد ہے؟ اسے دیکھنا چاہیے، پھر میں نے بحر کے سجدۂ سہو کے بیان میں دیکھا کہ گزشتہ گفتگو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: **اس مسئلے کو فتح القدیر میں رکن ادا ہو جانے کی مقدار سے مقید کیا ہے۔**

(ردالمحتار مع الدر المختار، ج2، ص188، مطبوعہ کوئٹہ)

مذکورہ بالا جزئیے سے معلوم ہوا کہ رکن کی ادائیگی کی مقدار پڑھنے سے پہلے ہی فاتحہ یاد آجائے

تو فاتحہ اور اس کے بعد سورت پڑھیں اور سجدہ سہو لازم نہیں، جیسا کہ فتوی میں بیان ہوا۔ اس پر مزید جزئیات درج ذیل ہیں۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: ”ومن الواجب تقديم الفاتحة على السورة وان لا يوخر السورة عنها بمقدار اداء ركن **فلو بدأ بآية من السورة** ثم تذكر الفاتحة يقرءها ويعيد السورة ويسجد للسهو لتاخير الواجب عن محله“ فاتحہ کو سورت پر مقدم کرنا اور سورت کو فاتحہ سے ادائے رکن کی مقدار مؤخر نہ کرنا واجب ہے، **تو اگر سورت کی ایک آیت کے ساتھ ابتدا کر دی،** پھر فاتحہ یاد آئی، تو فاتحہ پڑھے، پھر سورت پڑھ کر سجدہ سہو کرے، واجب کو اپنے محل سے مؤخر کرنے کی وجہ سے۔ (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص460، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”امام نے بھول کر سورہ فاتحہ سے پہلے ”یسبح للہ“ پڑھ دیا، پھر یاد آنے پر خود ہی سورہ فاتحہ پڑھ کر سورت ملائی اور نماز مکمل کی، تو کیا سجدہ سہو واجب ہو گا؟“

تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”فقط اتنا پڑھنے پر سجدہ سہو واجب نہیں، ہاں اگر ایک آیت پڑھ لیتا، تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا اور بعض ائمہ نے فرمایا ہے کہ ایک حرف کا پڑھنا بھی موجبِ سجدہ سہو ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ **حرف سے مراد ہے جس سے ایک رکن ادا ہو جاتا ہو یعنی ایک آیت اور اس سے کم میں سجدہ سہو واجب نہیں۔**“

(ملتقطاً، فتاوی امجدیہ، ج1، ص279، 280 مطبوعہ مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی)

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال ہوا کہ ”آیت مایجوز بہ صلوٰۃ کتنی مقدار ہے؟“

تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: **”وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اُس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو،** تو ان کے نزدیک ﴿مُدْهَامَّتٰنِ﴾ اگرچہ پوری آیت

اور چھ ٦ حرف سے زائد ہے، جوازِ نماز کو کافی نہیں، اسی کو منیہ و ظہیریہ و سراج وہاج و فتح القدیر و بحر الرائق و در مختار وغیرہا میں اصح کہا اور امام اجل اسبیجابی و امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صرف ﴿مُدۡهَآمَّتٰنِ﴾ سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصلاً ذکر خلاف نہ فرمایا، دُرمختار میں ہے:" اقلھا ستة احرف ولو تقدیرا کلم یلد الا اذا کانت کلمة فالاصح عدم الصحة" اس آیت کے کم از کم چھ حروف ہوں، اگرچہ وہ لفظًانہ ہوں، بلکہ تقدیراً ہوں مثلاً" لم یلد"(کہ اصل میں "لم یولد" تھا) مگر اس صورت میں کہ جب وہ آیت صرف ایک کلمہ پر مشتمل ہو، تو اصح عدمِ صحتِ نماز ہے۔ ظہیریہ ،السراج، الوہاج اور فتح القدیر میں بھی یوں ہی ہے۔فتح القدیر میں ہے:"لو کانت کلمة اسماًاو حرفاًنحو مدھامتٰن ص ق ن فان ھذہ اٰیات عند بعض القراء اختلف فیه علی قوله والاصح انه لا یجوز لانه یسمی عادا لا قارئا" اگر وہ آیت ایک کلمہ پر مشتمل ہے، خواہ اسم ہو یا حرف مثلاً ﴿مُدۡهَآمَّتٰنِ﴾ ص،ق،ن کیونکہ یہ بعض قراء کے نزدیک آیات ہیں ان کے قول پر اس میں اختلاف ہے اور اصح یہی ہے کہ یہ جوازِ نماز کے لیے کافی نہیں، کیونکہ ایسے شخص کو قاری نہیں کہا جاتا، بلکہ شمار کرنے والا کہا جاتا ہے۔

بحر الرائق میں اسے ذکر کرکے فرمایا:"کذا ذکرہ الشارحون وھو مسلم فی ص و نحوہ امافی مدھامتٰن فذکر الاسبیجابی وصاحب البدائع انه یجوز علی قول ابی حنیفة من غیر ذکر خلاف بین المشائخ" شارحین نے اسے یوں ہی بیان کیا ہے اور یہ بات ص وغیرہ میں تو مسلم ہے، مگر ﴿مُدۡهَآمَّتٰنِ﴾ کے بارے میں اسبیجابی اور صاحبِ بدائع نے اختلافِ مشائخ ذکر کیے بغیر کہا کہ امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق یہ جوازِ نماز کے لیے کافی ہے۔بدائع میں ہے:" فی ظاھر الروایة قدر ادنی المفروض بالاٰیة التامة طویلة کانت اوقصیرة کقوله تعالٰی مدھامتٰن وماقاله ابوحنیفة اقیس" ظاہر الروایہ کے مطابق فرض قراءت کی مقدار کم از کم ایک مکمل آیت ہے، وہ آیت

لمبی ہو یا چھوٹی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿مُدۡهَآمَّتٰنِ﴾ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہی زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

اقول: اظہر یہی ہے مگر جبکہ ایک جماعت اُسے ترجیح دے رہی ہے، تو احتراز ہی میں احتیاط ہے خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی ضرورت نہ ہوگی، مگر مثل فجر میں جبکہ وقت قدر واجب سے کم رہا ہو ایسے وقت "ثم نظر" کہ بالاجماع ہمارے امام کے نزدیک ادائے فرض کو کافی ہے ﴿مُدۡهَآمَّتٰنِ﴾ سے جلد ادا ہو جائے گا کہ اس میں حرف بھی زائد ہیں اور ایک مد متصل ہے جس کا ترک حرام ہے، ہاں جسے یہی یاد ہو اُس کے بارے میں وُہ کلام ہو گا **اور احوط اعادہ۔** ملخصا"

(فتاوی رضویہ ج6، ص344۔۔346، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

رکن کی ادائیگی کی مقدار یا اس سے زیادہ پڑھ لینے کے بعد رکوع سے پہلے، رکوع میں یا رکوع کے بعد اور سجدہ سے پہلے یاد آیا، تو اس کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے:" ومن سها عن فاتحة الكتاب في الأولى أو في الثانية وتذكر بعد ما قرأ بعض السورة يعود فيقرأ بالفاتحة ثم بالسورة وكذلك إذا تذكر بعد الفراغ من السورة أو في الركوع أو بعد ما رفع رأسه من الركوع فإنه يأتي بالفاتحة ثم يعيد السورة ثم يسجد للسهو" ملخصا۔ جو پہلی رکعت میں یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور بعض سورت پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو وہ لوٹے اور سورہ فاتحہ پڑھے۔ اسی طرح جب اسے سورت سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے یا رکوع میں یاد آئے یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یاد آئے، تو سورہ فاتحہ کو پڑھے، پھر سورت کا اعادہ کرے، پھر سجدہ سہو کرے۔ ملخصا

(فتاوی عالمگیری، ج1، ص272، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے:"الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کر دی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی، اب یاد آیا، تو الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سورت کے پڑھنے کے بعد یا رکوع میں یا رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا، تو پھر الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور رکوع کا اعادہ

کرے اور سجدۂ سہو کرے۔" (بہار شریعت، ج1، ص711، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اگر سجدے میں جانے تک یاد نہ آیا، یا رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آیا اور قراءت مکمل کرلی، مگر رکوع دوبارہ نہ کیا، یا سجدے سے پہلے یاد آیا، مگر قراءت مکمل نہ کی، تو کیا حکم ہو گا؟ اس کے متعلق تنویر الابصار و در مختار میں سجدہ سہو کے بیان میں ہے: "ثم انما یتحقق الترک بالسجود فلو تذکرولو بعد الرفع من الرکوع عاد ثم اعاد الرکوع الا انه فی تذکر الفاتحة یعید السورة ایضا" ملخصا۔ پھر واجب کا ترک سجدے سے ہی ثابت ہو گا، تو اگر یاد آگیا اگرچہ رکوع سے اٹھنے کے بعد تو لوٹ آئے، پھر (قراءت کے بعد) رکوع دوبارہ کرے ہاں فاتحہ (بھول گیا تھا، وہ) یاد آئی، تو سورت بھی دوبارہ پڑھے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص656۔657، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے: "قوله (ثم انما یتحقق الترک) ای ترک القراءة بمعنی فواتها علی وجه لا یمکن فیه التدارک" شارح علیہ الرحمۃ کا قول: (پھر واجب کا ترک سجدے سے ہی ثابت ہو گا) یعنی قراءت کا ترک اس طور پر کہ وہ ایسے چھوٹ جائے کہ اس کا تدارک نہ ہو سکے۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار، ج2، ص656، مطبوعہ کوئٹہ)

مزید اسی میں ہے: "قوله: (ثم اعاد الرکوع) لانه لما عادو قرء وقعت القراءة فرضا والحاصل ان مایقرءه یلتحق بما قبل الرکوع ویلغو هذا الرکوع فتلزم اعادته حتی لولم یعده بطلت صلاته" شارح علیہ الرحمۃ کا قول: (رکوع کا اعادہ کرے) اس کی وجہ یہ ہے کہ جب واپس آیا اور قراءت کی تو ساری قراءت فرض واقع ہو گی، حاصل یہ ہے کہ جو قراءت کرے گا وہ رکوع سے پہلے والی قراءت سے لاحق ہو گی اور یہ رکوع بے کار ہو گا، لہذا اس کا اعادہ لازم ہے، حتی کہ اگر رکوع کا اعادہ نہ کیا، تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار، ج2، ص656، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال ہوا، جس کا خلاصہ یہ ہے: "زید نے نماز پڑھی اور فقط "الحمدللہ رب العٰلمین" پڑھ کر بھول گیا، (واجب قراءت پوری

کیے بغیر) رکوع و سجود کیا اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا، اس حالت میں زید کی نماز ہوئی یا نہیں؟" تو آپ علیہ الرحمہ نے وضاحت سے جواب دیتے ہوئے آخر میں ارشاد فرمایا: "ہاں اگر ایسا بھُولا کہ نہ بقیہ فاتحہ یاد آتا ہے، نہ قرآن عظیم سے کہیں کی آیتیں اور ناچار رکوع کر دیا اور **سجدے میں جانے تک فاتحہ و آیات یاد نہ آئیں، تو اب سجدہ سہو کافی ہے** اور اگر سجدہ کو جانے سے پہلے رکوع میں خواہ قومہ بعد الرکوع میں یاد آجائیں تو واجب ہے کہ قراءت پوری کرے اور رکوع کا پھر اعادہ کرے، **اگر قراءت پوری نہ کی تو اب پھر قصداً ترکِ واجب ہو گا اور نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر قراءت بعد الرکوع پوری کرلی اور رکوع دوبارہ نہ کیا، تو نماز ہی جاتی رہی کہ فرض ترک ہوا۔**" وذلک لان الرکوع یرتفض بالعود الی القراءۃ لانہا فریضۃ و کل مایقرأ ولوالقراٰن العظیم کلہ فانما یقع فرضا کما نصوا علیہ" اس لیے کہ قراءت کی طرف لوٹنے کی وجہ سے رکوع ختم ہو گیا، کیونکہ قراءت فرض ہے اور قراءت جتنی بھی کی جائے، خواہ تمام قرآن پاک کی قراءت ہو، اس سے ایک ہی فرض ادا ہو گا، جیسا کہ اس پر فقہاء نے تصریح کی ہے۔" **(فتاوی رضویہ، ج6، ص330، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)**

سجدہ سہو لازم ہونے کی صورت میں نہ کیا، تو اس کے متعلق فتاوی امجدیہ میں ہے: "واجبات نماز سے ہر واجب کے ترک کا یہی حکم ہے کہ اگر سہواً ہو، تو سجدہ سہو واجب اور **سجدہ سہو نہ کیا یا قصداً واجب کو ترک کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔**"

(فتاوی امجدیہ، ج1، ص276، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

الجواب الصحیح
مفتی فضیل رضا عطاری

کتبـــــــــــہ
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری
06 محرم الحرام 1445ھ / 25 جولائی 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے